اک نیا شہر بسا لیا تو نے

عثمان داؤد (بھوپالوالہ)

21 اکتوبر کی صبح تھی نماز فجر کے بعد راقم الحروف چند طلباء کو قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا رہا تھا کہ ناگہاں ایک بچہ بھاگا آیا اور خبر دی کہ آج ان کو سکول سے چھٹی ہے وجہ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ کسی یونیورسٹی میں خودکش بم دھماکہ ہو چکا ہے لہٰذا حکومت نے پانچ چھٹیوں کا اعلان کر دیا ہے۔ بم دھماکے کی خبر سن کر بڑا رنجیدہ ہوا مسجد سے گھر آیا تو بچوں کو سکول بھیجنے کی تیاری کی جا رہی تھی میں نے کہا آج تو چھٹی ہے بدھ والے دن چھٹی؟ کسی نے یقین نہ کیا۔ لیکن پھر دیگر شواہد و قرائن سے میری بات کی تصدیق ہوگئی پھر ایک دوسرے کو فون پر اطلاع دی جانے لگی میں بھی فون کے قریب بیٹھ گیا کہ شاید ہمارے کالج سے بھی چھٹی کا پیغام موصول ہو اور آرام سے نیند پوری کی جائے۔ تقریباً سات بجے میرے متعلقہ بھی ایک فون آیا دوسری جانب ہمارے عزیز دوست جناب تحسین سرور بٹ صاحب تھے۔

کہنے لگے آپ کو خبر ملی ہے میں نے کہا اتنا پتہ چلا ہے کہ کسی یونیورسٹی میں دھماکہ ہوا ہے لیکن کون سی یونیورسٹی میں ہوا ہے یہ نہیں جانتا۔ دوسری جانب سے آواز آئی۔ ہماری یونیورسٹی مین ہی ہوا ہے ''اسلامک یونیورسٹی'' میرے منہ سے نکلا۔

یہ ایک چھوٹی قیامت تھی اس سے بڑی قیامت کا صور ابھی پھونکا جانا تھا کہ اس دھماکہ میں ہمارا دوست ہمارا کلاس فیلو خلیل الرحمٰن بھی شہید ہو چکا ہے تحسین سرور کی آواز میرے کانوں سے ٹکرا کر دل کی تاروں کو ہلاتی ہوئی گزر گئی ایک دم اس طرح محسوس ہوا کہ میرا سانس رکنے والا ہے۔ تحسین صاحب نے اور فوت شدگان کے نام بھی لئے مگر میں 6 سال قبل جامعہ سلفیہ کے وسیع و عراض لان میں کھڑا تھا میرے ساتھ ضیاء اللہ ہے میں ضیاء اللہ سے پوچھتا ہوں یہ تمہارے سیکشن میں لڑکا پڑھتا ہے کون ہے؟ ضیاء کہتا ہے یہ خلیل الرحمان ہے اونچا ناک۔ لامبا چہرہ' مناسب قد' اور تھوڑی عمر کہ ابھی ڈاڑھی مونچھ بھی نہیں آئی خلیل الرحمٰن میرے سامنے کھڑا تھا اس دن سے خلیل الرحمان سے دوستی ہوگئی حالانکہ ہم A گروپ میں پڑھتے تھے اور وہ گروپ C میں خلیل الرحمان کا تعلق فیصل آباد سے تھا اس کے والد فاضل درس نظامی اور مقامی سرکاری سکول میں عربی کے استاد ہیں۔

خلیل الرحمان کی عمر اگرچہ تھوڑی تھی لیکن عزائم بہت بلند تھے ہم نے اس کا نام شروع سے نحوی

کے مشہور ''امام خلیل'' سے نسبت کرتے ہوئے خلیل نحوی رکھ دیا تھا اور وہ کبھی کبھی واقع ہمیں نحوی لگتا تھا ایک مرتبہ ظہر کی نماز ادا کر کے میں جامعہ سلفیہ کی مسجد سے باہر نکل رہا تھا کہ سامنے سے خلیل الرحمان مولانا ندیم شہباز سے محو گفتگو تھا۔

میں ان کے قریب گیا تو وہ مولانا سے ایک نحوی قاعدہ کے بارے میں استفسار کر رہا تھا کہ اِنَّ عبارت میں کب آتا ہے؟ اور اَنَّ کب آتا ہے؟

خلیل الرحمٰن کی یہ چھوٹی چھوٹی بے باکیاں مجھے بتاتی تھیں کہ دین کے معاملہ میں بھی یہ اس طرح کا ہوگا پھر جامعہ سلفیہ میں ایک سال ہی گزرا تھا کہ خلیل نے جامعہ ادارہ نادی الاسلامی سے رشتہ جوڑ لیا۔ وہ اکیلا ہی پورے شہر کی مساجد میں جامعہ کے اشتہار لگا آتا تھا۔ جامعہ میں کوئی جلسہ ہوتا تو وہ سیکورٹی یونیفارم پہن کر دروازے پر ایستادہ ہوتا یا پھر کسی انتظامی معاملات میں الجھا ہوتا تھا جامعہ سلفیہ کے ادارہ ''النادی الاسلامی'' نے ہفتہ قرآن مجید کا انعقاد کیا

جس میں سارا ہفتہ قرآن کے حوالے سے درس تقاریر' کوئز پروگرام منعقد کئے گئے اور آخر میں ایک تقریب بھی رکھی گئی تھی جس میں طلباء کو انعام تقسیم کئے جانے تھے شہر و گردونواح سے مقتدر حضرات بھی اس میں شامل تھے۔

اس سارے ہفتہ کو اخباری شکل میں خلیل الرحمان نے آخری تقریب میں پیش کر کے ہمیں چونکا دیا اس اخبار کا نام تو اب میرے ذہن سے محو ہو چکا ہے شاید ابھی بھی کوئی کاپی جامعہ کے دفتر میں موجود ہو۔

پھر اس نے یہ اخبار باقاعدگی سے شائع کرنے کا عزم بھی کیا اور کئی کاپیاں بھی شائع ہوئیں لیکن پھر جامعہ سلفیہ میں تین سال مکمل کرنے کے بعد اس نے بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی میں داخلہ لینے کی ٹھانی' وہ جامعہ میں میٹرک کر کے آیا تھا جامعہ میں رہتے ہوئے اس نے ایف اے کا امتحان پاس کیا اور ایف اے کی سند اور جامعہ کے ثانوی درجہ کی سند حاصل کی اور ساتھ ہی اسلامی یونیورسٹی کے کلیہ شرعیہ میں داخلہ حاصل کیا۔

ہماری کلاس سے اسلامک یونیورسٹی جانے والے دیگر طلباء میں محمد عاصم بھی اس کے ساتھ تھے۔

یہ وہ دن تھا جب خلیل الرحمان ہمیں چھوڑ کر فیصل آباد سے اسلام آباد جا کر آباد ہو گیا کیا آباد ہو گیا؟ معاف کیجئے گا 20 اکتوبر کی شام نے اس کی ہنستی بستی زندگی کا اختتام کر دیا۔

شام کو نائیٹ کلاسز کا اختتام کر کے جب وہ باہر آ رہا تھا کہ ایک بدبخت نے اپنے آپ کو بارود سے اڑا دیا۔ جس میں دین حقہ کا طلبگار خلیل الرحمان بھی لقمہ اجل بن گیا وہاں وہ دنیا سے چلا گیا اس کا خون کس کے ہاتھ پر تلاش کریں امریکہ' اسرائیل یا پھر بھارت کے اتحاد ثلاثہ سے پوچھیں یا پھر اپنے آستین کے سانپ منافقین حکمران

ٹولہ سے سوال کریں جنہوں نے انگوٹھا چھاپ وزیروں کیلئے تو بلٹ پروف گاڑیوں اور گارڈز کا انتظام کر رکھا ہے جس میں اکثر ناخواندہ اور نیم خواندہ ہیں لیکن مستقبل کے معمار ہونہار نوجوانوں کیلئے ایک بھی چوکیدار نہیں۔

دہشت گردوں نے اسلامک یونیورسٹی کے شریعہ کالج کو ہی نشانہ کیوں بنایا اس پر میں کچھ نہیں لکھوں گا کیونکہ چیزی کہ عیاں است چہ حاجت بہ بیان است''

مجھے تو اپنے دوست کی کہانی لکھنی ہے۔ میں اس کے قاتلوں کو تلاش نہیں کر سکتا کیونکہ میں بھی ایک پاکستانی ہوں اور پاکستانی اس کو کہتے ہیں جو بے بس ہو مجبور ہو جس کو صرف مرنا آتا ہو۔

پاکستان میں مارنے والوں سے سوال نہیں کیا جاتا صرف مرنے والے سے پوچھا جاتا ہے کہ تم نے حفاظتی انتظامات کیوں نہیں کیئے۔

21 اکتوبر کو مجھے پتہ چلا کہ آج تقریباً 10 بجے خلیل الرحمٰن کا فیصل آباد میں جنازہ ہے میں بدقسمت سیالکوٹ سے اتنی جلدی کہاں وہاں پہنچ سکتا تھا لہٰذا میں نے اپنی دعاؤں کو بھیج دیا کیونکہ ان کو تو کسی بس، کار کی حاجت نہیں ان کو کوئی رکاوٹ نہیں لہٰذا اب زبان پر اللھم اغفر له وارحمة کے الفاظ ہیں اور دل کچھ اس طرح نوحہ کناں ہے

اک نیا شہر بسا لیا تو نے
ہم سے دامن چھڑا لیا تو نے
ہم ڈھونڈتے ہیں تجھے چہار سو چہار سو
نیا گھر جانے کہاں بنا لیا تو نے
بادِنسیم کے جھونکے میں یادیں تیری
اور چہرہ دور سرخیٔ افق میں چھپا لیا تو نے
شلوغ کشف و خون میں ڈھونڈتا ہوں تجھے
لاحاصل ہے تلاش میری کہ باغ بہشت کو پا لیا تو نے
عثمان درد دل بتاؤں کیسے سناؤں کیسے
کہ دور کہیں ڈیرہ لگا لیا تو نے
اک نیا شہر بنا لیا تو نے
ہم سے دامن چھڑا لیا تو نے